ہندو تہذیب اور مسلمان

از۔ جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب استاذ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

شطرنج | یہ لفظ فارسی ہے۔ شطرنج ایک قسم کا مشہور کھیل ہے جو چونسٹھ خانوں کی بساط پر بتیس گوٹوں سے کھیلا جاتا ہے۔ سنسکرت زبان میں اس کھیل کا نام چتورنگ (चतुरंग) تھا کثرت استعمال سے شطرنج ہو گیا۔ بہار عجم میں یہ لفظ ترنگ، بمعنی "صورت آدمی" استعمال کیا گیا ہے۔ چوں کہ اس کھیل کے اکثر مہروں کے نام انسانی ناموں پر ہوتے ہیں اس لئے مجازاً اس کھیل کو سترنگ بھی کہتے ہیں۔ بہار عجم میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ لفظ ہندی کا ہے جس کا تلفظ چترانگ ہے۔ چتر بمعنی چار اور انگ کے معنی عضو کے ہیں اور مجازاً "رکن" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا چترانگ، اس فوجی دستے کو کہتے ہیں جو چار ارکان میں منقسم ہو۔ چونکہ اس کھیل میں چار ارکان ہوتے ہیں سوای شاہ و فرزین کہ "فیل و اسپ و رخ و پیادہ است"۔

چتورنگ ہندوستان کی ایجاد ہے[1]۔ اور ہمیشہ سے یہاں کے باشندوں کا بہت ہی ایک عام مشغلہ رہا ہے۔ البیرونی نے لکھا ہے "وہ لوگ، چار آدمی ایک وقت میں ایک پانسے کے جوڑے سے کھیلتے ہیں[2]"، سلاطین دہلی کے زمانے میں یہ کھیل ہر طبقے کے مسلمانوں میں مروج

---

[1] آب کوثر/۲۰۷۔ میکڈینل نے اس کھیل کی ابتدا ہندوستان سے بتائی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ کھیل ہندوستان سے ایران پہنچا۔ LIFE AND CONDITIONS CH P.198.F.N.4 نوسپہر/۱۶۹ بیاض میرات النوادر ص۔ ۱۰ الف

[2] کتاب الہند (ا۔ت) ۱/ ۲۴۴-۲۴۶

تھا[۱] عہد مغلیہ میں بادشاہ، امراء اور عوام الناس بلا امتیاز اس کھیل میں بڑی مسرت اور دل کشی محسوس کرتے تھے[۲] اکبر بادشاہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے فتح پور سیکری میں فرش پر شطرنج کی بساط بنوائی تھی اور گوٹوں کی جگہ پر غلام لڑکیوں کو کھڑا کر کے یہ کھیل کھیلا کرتا تھا[۳] بالخصوص مغلیہ امراء اس کھیل میں گہری دل چسپی لیتے تھے۔ اور منوچی جسے ان کے محلوں میں جانے کا اکثر و بیشتر موقع ملتا رہتا تھا، رقمطراز ہیں کہ اس کھیل سے وہ لوگ حسب منشا، حکومت کرنے، تعینات اور تبادلے کرنے تفویض کرنے اور پھر واپس لے لینے، اپنے منصوبے کی تکمیل کرنے اور اپنے وقار کو برقرار رکھنے کے جذبات کی تسکین کرتے ہیں[۳]

اس کھیل کو بیک وقت چار آدمی کھیل سکتے تھے۔ اکبر بادشاہ کو چوپڑ اور شطرنج دونوں کھیلوں کے کھیلنے میں مہارت کلی حاصل تھی[۴] شاہان مغلیہ نے شطرنج بازی کے بندوبست کے لئے ایک علیحدہ شعبہ قائم کیا تھا[۵] شاہ عالم ثانی اس کھیل سے بڑا شغف رکھتا تھا اور اپنے حرم کی مستورات کے ساتھ شطرنج کھیلا کرتا تھا[۶]

---

۱ اعجاز خسروی ۲/ص ۲۹۱-۲۹۴، ۴/ص ۲۰۴

۲ منڈیلسلو (انگریزی) ص ۶۶ نیز THE VENOT AND CARERIE PP. 67-68.

۳ منوچی (انگریزی)، ۲/ص ۴۲۰، معاصر شواہد کے لئے دیکھئے۔ منتخب التواریخ (فارسی) ۲/۲۵، ۲۱۴، ۲/ ۲۹۸، ۳۳۹

۴ آئین اکبری (ا۔ ت)، ج ۱- ح ۱، ص ۴۶۴، ۴۷۳

۵ تاریخ محمد شاہی کے مصنف نے نادر شاہ کے حملے کے بعد اس شعبے کی زبوں حالی کا بڑا دردناک منظر پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۱۷۲، الف - ۱۷۲ ب

۶ - وقائع عالم شاہی "دروں محل با کل و شرب پرداختند و بابانوان عفت کیش شطرنج نشاط باختند" / ۱۳۶

اٹھارہویں صدی کے کچھ مسلم صوفی شطرنج بازی کے فن میں پوری قدرت رکھتے تھے اور اس فن میں ان کو بڑی شہرت حاصل تھی۔ شاہ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی کے مرید اور خلیفہ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی شطرنج بازی کے ماہرین میں سے تھے۔ دور دور سے شطرنج باز ان سے مقابلے کے لئے آتے تھے۔ خواجہ کامگار کا بیان ہے۔

"در منصوبہ شطرنج یقینی مہارت بود.... اکثر شطرنج باز با ما بازی میکردند وتا چہار پنج روز بازی قائم می ماند۔ آخر مات کردم۔ چنانچہ ایں حروف در تمام صوبہ فتوح شہرت گرفتہ، از ہر طرف شطرنج بازاں بالاف پنداری کہ در سر در شہ می آمدند"۔ [۱]

مولانا فضل حق خیر آبادی کو شطرنج کھیلنے کا بڑا شوق تھا۔ حکیم مومن خاں مومن کے ساتھ اکثر ان کی بازیاں ہوا کرتی تھیں[۲] اس عہد کے شعراء کے کلام میں شطرنج کے موضوع پر اکثر اشعار ملتے ہیں ان کا علیحدہ باب میں ذکر کیا جائے گا۔ یہاں نظیر اکبر آبادی کی ایک رباعی پیش کی جاتی ہے جو انھوں نے شطرنج بازی کی تعریف میں کہی ہے۔

دو گل ہستند در منصوبہ بازی   عجب مرمہرہ دارد سرفرازی
بساط از طرح صد عشرت یگانہ   رخ فرحت عیاں در خانہ خانہ[۳]

چوپڑ، چوسر بازی یا پچیسی چوپڑ، چوسر یا پچیسی قدیم ایک ہندوستانی کھیل تھا جس بات پر عالموں

۱؎ احسن الشمائل (ق) ۱۱ (الف)۔ ۱۲ ب

۲؎ غدر کے چند علما (مفتی انتظام اللہ شہابی۔/ ص ۳۳

۳؎ کلیات نظیر اکبر آبادی (نول کشور ۱۹۵۱ء) ص ۹۴۶، معاصر شواہد کے لئے دیکھئے دیوان حسرت/ ۱۰۰ ب، دیوان مصحفی اول تا ہشتم، ملفوظات شاہ عبدالعزیز/ ۳۲ دریائے لطافت (فارسی) ص ۱۴۲، کلیات انشا/ ۲۱۱

میں اتفاق پایا جاتا ہے۔[1] ابوالفضل بھی اسی بات کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے: "اہل ہند قدیم زمانے سے اس کھیل کے دلدادہ اور شیدائی ہیں۔"[2] آئین اکبری میں اس کھیل کی تفصیل ملتی ہے۔ چوسر میں سولہ مہرے ہوتے تھے۔ ان مہروں کی شکل یکساں ہوتی تھی۔ ہر چار مہرے ایک ہی رنگ کے ہوتے تھے تمام مہرے ایک ہی طرح کی چالیں چلتے تھے۔

چوسر پانسوں سے کھیلی جاتی تھی۔ پانسے تعداد میں تین اور شکل میں شش پہلو ہوتے تھے۔ پانسوں کے چار طولانی پہلوؤں پر ایک، دو، پانچ اور چھ نقطوں کے نشانات ہوتے تھے۔

بساط کی شکل دو مستطیل کی ہوتی تھی جو ایک دوسرے کو زاویہ قائمہ پر قطع کرتی تھی۔ بساط ہر چہار جانب سے برابر ہوتی تھی اور ہر ضلع میں تین قطاریں اور ہر قطار میں آٹھ خانے ہوتے تھے درمیان میں ایک چھوٹا سا مربع چھوڑ دیا جاتا تھا۔

ان چار آدمیوں میں سے ہر ایک کے پاس چار مہرے ہوتے تھے اور ہر کھلاڑی اپنے سامنے والے ضلع میں مہروں کو بٹھاتا تھا، اس طرح کہ دو مہرے درمیانی قطار کے ساتویں اور آٹھویں خانے میں اور دو مہرے دست راست کی قطار کے خانے ساتویں اور آٹھویں میں رکھتے تھے۔

مہرہ اسی طرح داہنی جانب چالیں چلتا اور تمام بساط کی بیرونی قطاروں کو طے کرتا ہوا اپنے ضلع کی بائیں قطار میں آتا تھا اور اس قطار کے بھی تمام خانوں کو طے کر کے اپنے ضلع کی درمیانی قطار

لے البیرونی کا بیان ہے: "دو کھیلنے والے چوسر کھیلتے ہیں اور پانسہ دونوں کے درمیان تیسرا شخص پھینکتا ہے۔ کتاب الہند (ا۔ت) ۱/۲۴۳۔ بلاقی داس نے لکھا ہے: "چوپڑ کہ معروف بہ چوپر است ایجاد ہندوستانی، موجدانی راجہ نل کہ راجہ نرور (کذا) بود و تختہ نرد ایجاد از ولایت است۔ بطریق تحفہ از ولایت نزد راجہاں ہند رسیدہ" بیاض مرات النوادر / ۱۸۰ الف

لے آئین اکبری (ا۔ت) ج ۱، ج ۱، ص ۲۶۳

میں داخل ہوتا تھا۔ اس حالت میں مہرے کو پختہ (پکی گوٹ) کہتے تھے۔

درمیانی قطار کے کسی خانے میں پہنچنے کے بعد کھلاڑی کے لئے ضروری تھا کہ اب ایسا پانسہ پھینکے کہ پختہ مہرہ بقیہ تمام خانوں کو طے کر کے درمیانی مربع میں پہنچ جائے اور اسی حالت کو پہنچ کر وہ مہرہ رسیدہ کہلاتا تھا۔

مہرہ پختہ ہو یا رسیدہ، ہر صورت میں کھلاڑی کو اختیار تھا کہ اس مہرے سے کھیل کو دوبارہ شروع کرے۔ ایسی حالت میں عجیب خوش آیند چالیں چلی جاتی تھیں، جو دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں جب جب تک کہ ایک کھلاڑی اپنے دو مہروں کو ایک ہی خانے میں رکھتا تھا حریف اس کے مہرے کو پیٹ نہیں سکتا تھا۔

اگر کھلاڑی چھ کے دو پانسے پھینکتا تھا تو اس کے دونوں پیوستہ مہرے بارہ بارہ خانے آگے بڑھتے تھے۔ لیکن اگر کھلاڑی خود چاہے تو مہروں کو صرف چھ چھ خانے بھی آگے بڑھا سکتا تھا۔

پانچ کے دو پانسے پھینکنے میں بھی اسی قاعدے پر عمل درآمد ہوتا تھا۔ اگر تین پانسے چھ پانچ اور ایک کے پڑتے تھے تو ان کے مجموعے کو بارہ خام کہتے تھے۔ ایسی صورت میں پیوستہ دو مہرے تو جو ایک ہی خانے میں ہوتے تھے، تو چھ خانے آگے بڑھتے تھے اور تنہا ایک مہرہ بارہ گھر چلتا تھا۔

اگر تین پانسے چھ کے پڑتے تھے اور تین مہرے یکجا ایک خانے میں ہوتے تھے تو ہر مہرہ بارہ گھر آگے بڑھتا تھا۔ اگر پانسے تین یا دو تین ایک کے پڑتے تھے تو بھی یہی قاعدہ برتا جاتا تھا۔ ان کے علاوہ خاص موقعوں کے لئے دیگر قواعد اور تھے۔ اگر کھلاڑی اپنے چاروں مہروں کو درمیانی مربع میں پہنچا دیتا تھا تو اپنی چال کے وقت اپنے ساتھی کے لئے پانسے پھینکتا تھا۔ قدیم زمانے میں یہ قاعدہ تھا کہ مہرہ آخر میں قطار کے آٹھویں خانے کو طے کر کے جب مربع میں پہنچ جاتا تھا۔ اس وقت مربع سے نکل کر اپنے کسی حریف پختہ گوٹ کو پیٹتا اور خام مہرے کی طرح از سر نو چالیں شروع کرتا تھا لیکن

اکبر بادشاہ نے یہ قاعدہ اضافہ فرمایا تھا کہ مہرہ آخریں قطار کے آٹھویں خانے سے بھی اسی طرح جدید کھیل شروع کر سکتا تھا۔

اگر ایک جوڑے کے پانسوں کی تعداد اور دوسری جوڑے کے پانسوں کے برابر ہو —— تو اکبر بادشاہ اس بازی کو قائم قرار دیتے تھے۔ قدیم زمانے میں اس قسم کا قاعدہ نہ تھا اور بازی اس طرح قائم نہیں سمجھی جاتی تھی۔ اگر کسی کھلاڑی کے چاروں مہرے پختہ ہوتے اور اس پر بھی وہ شرط ہار جاتا تھا تو دوسرے کھلاڑی ایسے شخص سے شرط کی دوگنی رقم وصول کرتے تھے۔

اگر کوئی کھلاڑی دوران بازی میں کسی ضرورت کی وجہ سے کھیل چھوڑتا اور اپنی بجائے کسی دوسرے شخص کو مقرر کرتا تھا تو بازی کی ہار جیت کا وہی شخص اوّل ذمہ دار سمجھا جاتا تھا جس نے کھیل کی ابتداء کی تھی لیکن جیت کی صورت میں قائم مقام کو دو فی صدی رقم دی جاتی تھی اور ہار میں یہ شخص ایک فی صدی رقم ادا کرتا تھا۔

اگر کسی شخص کے ہاتھ سے کوئی مہرہ گر جائے یا یہ کہ کوئی شخص دیر تک غیر حاضر یا غیر متوجہ رہے تو ان صورتوں میں ایسے اشخاص پر ایک روپیہ جرمانہ کیا جاتا تھا۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کھلاڑی کو چال بتاتا یا مہرے کو اصل چال سے آگے بڑھاتا یا پانسے کو دوبارہ پھینکتا تھا تو ایسے شخص سے ایک اشرفی بطور جرمانہ وصول کی جاتی تھی۔

اس کھیل سے امراء کی وابستگی کے بارے میں ابو الفضل نے لکھا ہے: "بیشتر امراء کی ایک کثیر تعداد اس کھیل میں شریک ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات دو سو سے زائد اشخاص کا مجمع ہو جاتا ہے اور ہر شخص پر لازم تھا کہ بغیر سولہ بازیوں کے پورا کئے ہوئے اپنے مکان نہ جائے، بعض مرتبہ سولہ بازیوں کے اختتام میں تین ماہ تک گذر جاتے تھے۔"

ابو الفضل کے بیانات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کھیل کے دوران میں شراب نوشی کا شغل بھی جاری رہتا تھا۔ مصنف مذکور نے لکھا ہے "جو شخص تھک جاتا یا اس کی طبیعت اکتا جاتی تو وہ ایک جام پی کر تازہ دم ہو جاتا تھا۔"

اس کھیل کے کھیلنے کے مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے ابوالفضل لکھتا ہے "بظاہر تو اس لہو ولعب سے نشاط انگیزی مقصود ہے۔ لیکن قبلۂ عالم کا مقصد حصول مسرت سے کہیں بلند و بالا ہے۔ حضرت مختلف اشخاص کے محاسن اور ان کے جوہر طبیعت کا اندازہ فرماتے اور مجمع کو خبر دینکی کی تعلیم دیتے ہیں۔"[1]

جہانگیر بادشاہ کے عہد میں امیر خانخانان شطرنج کا کامل کھلاڑی تھا۔[2] سترہویں صدی میں چوسر دربار میں خاص طور پر کھیلی جانے لگی۔ اورنگ زیب کی بڑی بیٹی، زیب النساء کو اس کھیل سے بڑی دل چسپی تھی اور وہ اپنا زیادہ تر وقت اپنی سہیلیوں کے ساتھ چوسر کھیلنے میں صرف کرتی تھی۔[3]

اٹھارہویں اور انیسویں صدی کے مسلمانوں میں یہ کھیل عام طور پر دل چسپی کا باعث تھا بادشاہ اور ان کے امراء کے علاوہ عوام اس بازی سے بڑا شغف رکھتے تھے۔ محمد شاہ بادشاہ عشاء کی نماز کے بعد روزانہ چوپڑ کھیلا کرتا تھا۔ اکثر اس کے ساتھ چار کھلاڑی ہوتے تھے اور دو دو آدمیوں کی جوڑیں ہوتی تھیں۔[4]

نواب شجاع الدولہ کو اس کھیل سے بڑی دل چسپی اور انہماک تھا۔ یہاں تک کہ اس موقع پر بھی جب وہ انگریزوں سے مقابلے کے لئے بکسر کے میدان میں خیمہ زن تھا، اس نازک موقع پر بھی وہ کھیل میں منہمک ہو گیا اور جنگ کی تیاریوں کی طرف سے اتنی غفلت برتی کہ انجام کار شکست کا منھ دیکھنا پڑا۔[5] لکھنؤ اور فیض آباد کے عوام و خواص، مرد اور عورتوں میں بھی اس شغل سے

---

[1] برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ آئین اکبری (ا۔ ت) ج ۱، ح ۱، ص ۴۶۳ - ۴۶۶

[2] منوچی ۱۱/۴۶۰ - ۴۶۱

[3] SARKAR: STUDIES IN MUGHAL INDIA P.82

[4] صحیفۂ اقبال / ۲۴ ب [5] تاریخ احمد شاہی / ۹/۴ ب

دل چسپی پائی جاتی تھی[1]

اس کھیل کی وضاحت کرتے ہوئے سودا نے ایک پہیلی کہی ہے۔

چار و ساکی سولہ رانی تین پرو کھ کے ہاتھ بکانی
مرنا جینا واکے ہاتھ کبھی نہ سوئی پی کے ساتھ[2]

باقی

---

[1] کلیات انشاء / ۱۹۱، ۲۰۴، ۲۱۰، ۲۱۱، OBSERV

[2] کلیات سودا ۲/ص ۲۹، نیز ملاحظہ ہو۔ دیوان ظفر ۱/ص ۲۰۹، ۶۰

قصص القرآن

قصص القرآن کا شمار ادارے کی نہایت اہم اور مقبول کتابوں میں ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے حالات اور ان کے دعوت حق اور پیغام کی تفصیلات پر اس درجے کی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔

جلد اول میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیٰ نبینا و علیہما السلام تک مکمل حالات آگئے ہیں۔ طبع آفسٹ قیمت بارہ روپے مجلد چودہ روپے

جلد دوم۔ حضرت یوشع علیہ السلام سے لیکر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حالات تک ان تمام پیغمبروں کے سوانح حیات اور دعوت حق کا بیان جن کا قرآن مجید میں تذکرہ ہے صفحات ۲۸۰۔ بڑی تقطیع قیمت ۵ روپے مجلد ۷ روپے معمولی جلد ۶ روپے

جلد سوم۔ انبیاء علیہم السلام کے واقعات کے علاوہ باقی قصص القرآنی اور تاریخی واقعات کا عبرت آموز بیان۔ صفحات ۳۴۰ بڑی تقطیع قیمت سات روپے مجلد آٹھ روپے۔

جلد چہارم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پاک اور دعوت حق کا مفصل اور محققانہ بیان۔ مع دیگر ضروری حالات و واقعات اور مباحث جہمہ ۵۲۰ صفحات بڑی تقطیع قیمت ۱۰ روپے مجلد ۱۱ روپے (پوری کتاب کے مجموعی صفحات ۱۴۰۷، مجموعی قیمت بلا جلد ۳۴ روپے مجلد ۳۹ روپے

پتہ:۔ ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی۔ ۶